مرحبا سیدی وَمکی و مدنی ﷺ

مولانا گل نواز ایوبی، فاضل جامعہ

حضرت محمد ﷺ دنیا میں اپنی آمد کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''أنا دعوة إبراهيم وبشارة عيسىٰ ورؤيا أمّي آمنة التي رأت''۔

(المستدرک للحاکم، ج:۲،ص:۴۵۳)

ترجمہ:......''میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں اور اپنی ماں آمنہ کے دیکھے ہوئے خواب کی تعبیر ہوں''۔

دعائے ابراہیمی جس میں حضور علیہ السلام کو مانگا گیا ہے، وہ دعا سورۂ بقرہ کا حصہ ہے اور جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ ﷺ کی آمد ورسالت کی خوشخبری سنائی، وہ بشارت سورۂ صف کی چھٹی آیت کا حصہ ہے اور حضرت آمنہ کے خواب کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔آپ ﷺ کی آمد و بعثت تمام جہاں کے لئے رحمت و برکت ہے۔آپ ﷺ کی تعلیم میں حقوق اللہ وحقوق العباد، اخوت و بھائی چارگی کا پہلو نمایاں ہے۔

جس طرح گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کی آمد و بعثت کا تذکرہ اپنے اپنے زمانے میں کیا تو دنیا میں آنے کے بعد ہی سے آپ ﷺ کے نبی ورسول ہونے کا تذکرہ اہل علم کی زبانوں پر ہونے لگا، چنانچہ بارہ سال کی ہی کم عمری میں اس زمانے کے مذہبی پیشوانے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی آپ ﷺ کی رسالت کی پیشین گوئی کردی تھی۔ پیشین گوئی کے اس واقعہ کو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سیرۃ المصطفی ج:۱،ص:۸۴ میں جامع ترمذی کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ:

''جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ ایک بار ابوطالب مشائخ قریش کے ساتھ شام کی طرف گئے۔ شام میں جس جگہ جاکر اترے،

وہاں ایک راہب رہتا تھا، اس سے پہلے بھی بارہا اس راہب پر گزر ہوتا تھا، مگر وہ کبھی ملتفت نہ ہوتا تھا۔ اس مرتبہ قریش کا کاروانِ تجارت جب وہاں جاکر اترا تو راہب خلافِ معمول اپنے صومعہ سے نکل کر ان میں آیا اور متجسّسانہ نظروں سے ایک ایک کو دیکھنے لگا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور یہ کہا:

''هذا سيد المرسلين، هذا رسول رب العالمين، يبعثه الله رحمةً للعالمين''۔

ترجمہ:...... ''یہی ہے سردار دو جہانوں کا، یہی ہے رسول پروردگار عالم کا، جس کو اللہ تعالیٰ جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گا''۔

آپ ﷺ نے جب شام کا دوسرا سفر کیا تو عمر مبارک پچیس سال تھی۔ اس سفر میں پیش آنے والے ایک واقعہ کو حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

''جب بصریٰ پہنچے تو ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے، وہاں ایک نسطورا نامی راہب رہتا تھا، وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ کی طرف آیا اور کہا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد سے ابھی تک یہاں آپ کے سوا کوئی اور نبی نہیں اترا۔ پھر آپ ﷺ کے ہمسفر میسرہ سے کہا: ان کی آنکھوں میں یہ سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب میں کہا: یہ سرخی آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی، یہ سن کر راہب بولا: ''هو هو وهو نبي وهو آخر الانبياء''۔ ترجمہ: ''یہ وہی ہیں اور یہ نبی ہیں اور آخری نبی ہیں''۔ (سیرۃ المصطفیٰ، ج:۱،ص:۹۵)

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کی خلعت عطا فرمائی۔ بعثت و رسالت کے بعد آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کو مزید دوسروں تک پہنچانا شروع کیا۔ سب سے پہلے اپنے گھر والوں اور اپنے عزیز و اقارب کو اسلام کی دعوت دی۔ رفتہ رفتہ تبلیغ اسلام کا دائرہ بڑھتا چلا گیا اور دوسری طرف دشمنانِ اسلام کا اتحاد مضبوط ہوتا گیا اور وہ اسلام قبول کرنے والوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے جاتے، دشمنانِ اسلام نے لوگوں پر قبولیتِ اسلام کا دروازہ بند کیا ہوا تھا، جسے بالآخر حدیبیہ کی صلح نے کھولا۔ بعثت سے صلح حدیبیہ تک اہل اسلام پابندیوں کا شکار رہے۔ حضور ﷺ نے حدیبیہ سے واپس آکر اشاعتِ اسلام کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے پڑوسی ممالک تک پہنچا دیا اور اُن ملکوں کے بادشاہوں کے نام قبولیت اسلام کے خطوط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے پہلا خط قیصر روم کی طرف دحیہ کلبیؓ کو دے کر روانہ فرمایا۔ جواب میں کئی دنوں کے صلاح مشوروں اور سوچ بچار کے بعد قیصر روم نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا، جس میں روم کے بڑے بڑے عالم بھی تھے، قیصر روم نے درباریوں کو مخاطب کر کے کہا:

''یا معشر الروم! إنی قد جمعتکم لخیر إنه قد أتانی کتاب هذا الرجل یدعونی إلی دینه وإنه واللّٰه للنبی الذی کنا ننتظره ونجده فی کتبنا فهلموا فلنتبع ولنصدقه نتسلم لنا دنیانا وآخرتنا''۔ (بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ)

آپ ﷺ نے بادشاہ حبشہ نجاشی کو بھی خط لکھا اور نجاشی نے خط کا جواب دیا اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی یوں دی:

''فأشهد أنک رسول اللّٰه صادقا مصدقا...... فإنی أشهد أن ماتقول حق والسلام علیک یا رسول اللّٰه!''۔ (بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ، ج:۲،ص:۱۷-۱۸)

ترجمہ: ...... ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ...... اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جو آپ فرمارہے ہیں وہ حق ہے، یارسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو''۔

آپ ﷺ نے شاہِ مصر مقوقس کے نام نامۂ مبارک حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ہاتھ بھیجا۔ شاہِ مصر نے جواب میں تحفے تحائف دیئے، آپ ﷺ کے والا نامہ کی توقیر وتعظیم کی اور اقرار کیا کہ بے شک آپ ﷺ وہی نبی ہیں جن کی انبیاء سابقین نے بشارت دی ہے۔ اگرچہ شاہِ مصر آپ ﷺ پر ایمان نہیں لایا، مگر آپ ﷺ کو نبی مرسل جان لیا تھا۔ شاہ مصر اس سے پہلے بھی آپ ﷺ کے بارے میں صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے معلوم کر چکا تھا اور مغیرہؓ مشرف باسلام ہونے سے پہلے بنی مالک کے چند آدمیوں کے ساتھ مقوقس کے پاس گئے تھے۔ جب حضرت مغیرہؓ نے مقوقس سے آپ ﷺ کے حالات سنے تو خود بھی قبولِ اسلام کی جستجو میں اسکندریہ کے بے شمار پادریوں سے آپ ﷺ کی صفت وشان دریافت کی، حتی کہ پادریوں کے اسقف اعظم (بڑے پادری) سے ملے جو بڑا عابد وزاہد تھا۔ اس سے دریافت کیا، کہا کہ ابھی کسی نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے؟ تو اسقف اعظم نے جواب میں کہا:

''نعم هو آخر الأنبیاء لیس بینه وبین عیسیٰ بن مریم أحد، وهو نبی مرسل، وقد أمرنا عیسیٰ باتباعه، وهو النبی الأمی العربی، اسمه أحمد لیس بالطویل ولا بالأبیض ولا بالآدم یعفو شعره ویلبس ما غلظ من الثیاب ویجتزئ بما لقی من الطعام، سیفه علی عاتقه ولا یبالی بمن لاقی، یباشر القتال بنفسه ومعه أصحابه یفدونه بأنفسهم وهم له أشد حباً من أولادهم، یخرج من أرض حرم ویأتی إلی حرم یهاجر إلی أرض بهساخ ونخل یدین بدین إبراهیم علیه السلام''. (بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ج:۲،ص:۲۶)

ترجمہ: ...... ''ہاں! وہ آخری نبی ہے، ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ نبی مرسل ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ان کی اتباع کا حکم دیا ہے، وہ نبی امی عربی ہیں، نام ان کا احمد ہے، نہ دراز قد ہیں، نہ پست قامت، آنکھوں میں ان کی نرمی ہے، نہ بالکل سفید ہیں، نہ بالکل گندمی، بال ان کے زیادہ ہوں گے، موٹے کپڑے پہنیں گے، جتنا کھانا میسر آئے گا اسی پر اکتفا وقناعت کریں گے، تلوار ان کے کندھے پر ہوگی، کسی مقابلہ کی پرواہ نہیں کریں گے، خود جہاد وقتال کریں گے، ان کے اصحابؓ ان کے ساتھ ہوں گے جو دل وجان سے ان پر فدا ہوں گے، اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے، وہ نبی حرم (مکہ) میں ظاہر ہوگا اور حرم (مدینہ) کی طرف ہجرت کرے گا، وہ زمین مستور اور نخلستانی ہوگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیروکار ہوگا''۔

قارئین کرام! حضور ﷺ کی آمد وبعثت پر انسان کے ساتھ جنات بھی شاہد ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر شجر وحجر نے بھی آپ ﷺ کو نبی برحق مانا اور جو اہل کتاب ایمان کی دولت سے محروم رہے تو محرومی کی یہ وجہ نہیں کہ حضور ﷺ کو وہ نبی مرسل نہیں سمجھتے تھے، نہیں! نہیں! وہ آپ ﷺ کو نبی برحق سمجھتے تھے، جانتے تھے، مگر مانتے نہیں تھے اور نہ ماننے کی وجہ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں بتائی ہے:

''بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ''۔ (البقرۃ:۹۰)

ترجمہ:...... ''بہت بری ہے وہ چیز جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، وہ ان کا کفر ہے، اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ چیز کے ساتھ محض اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اپنے جس بندہ پر چاہا نازل فرمایا، اسی کے باعث یہ لوگ غضب پر غضب کے مستحق ہوگئے اور ان کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے''۔

اہل کتاب کے لئے فکر کی بات ہے کہ صرف اور صرف ضد بازی اور حسد کی وجہ سے خالق کائنات ربِ موسیٰ وربِ عیسیٰ کے غضب کے مستحق ٹھہرے اور جس کا نتیجہ وانجام دوزخ کی آگ ہے۔

إذا نحن أدلجنا وأنت أمامنا
كفىٰ بالمطايا طيب ذكراك حاديا
وإن نحن أضللنا الطريق ولم نجد
دليلاً كفانا نور وجهك هاديا